قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ابو سعید

Online Edition

جمعرات 15 اپریل 2021ء | 02رمضان 1442ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:90

ارشادِ باری تعالیٰ

وَ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَ لۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ لَعَلَّہُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ

(سورۃ البقرۃ: 187)

ترجمہ:۔ اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبّیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کثرت سے دعائیں کیں کہ ہم کو ان میں سے کچھ بھی یاد نہ رہا۔ چنانچہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ نے بہت سی دعائیں کی ہیں مگر ہمیں تو ان دعاؤں میں سے کچھ بھی یاد نہیں رہا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم لوگوں کو ایک ایسی دُعا نہ بتا دوں جو ان سب دعاؤں کی جامع ہے۔ پھر فرمایا کہ تم لوگ یہ دعا کیا کرو اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَأَلَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْکَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

(سنن ترمذی کتاب الدعوات باب فی عقد التسبیح بالید باب نمبر 89)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

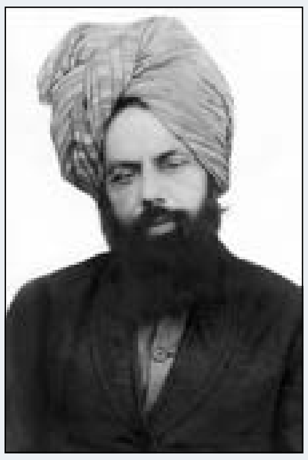

دعا اسلام کا خاص فخر ہے

’’دعا اسلام کا خاص فخر ہے اور مسلمانوں کو اس پر بڑا ناز ہے۔ مگر یہ یاد رکھو کہ یہ دعا زبانی بک بک کا نام نہیں ہے، بلکہ یہ وہ چیز ہے کہ دل خدا تعالیٰ کے خوف سے بھر جاتا ہے اور دعا کرنے والے کی روح پانی کی طرح بہہ کر آستانہ الوہیت پر گرتی ہے اور اپنی کمزوریوں اور لغزشوں کے لئے قوی اور مقتدر خدا سے طاقت اور قوت اور مغفرت چاہتی ہے اور یہ وہ حالت ہے کہ دوسرے الفاظ میں اس کو موت کہہ سکتے ہیں۔ جب یہ حالت میسر آجاوے تو یقیناً سمجھو کہ باب اجابت اس کے لئے کھولا جاتا ہے اور خاص قوت اور فضل اور استقامت بدیوں سے بچنے اور نیکیوں پر استقلال کے لئے عطا ہوتی ہے۔ یہ ذریعہ سب سے بڑھ کر زبردست ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 203)

’’اے ہمارے رب ہمیں ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری آزمائشیں اور تکالیف دور کر دے اور ہمارے دلوں کو ہر قسم کے غم سے نجات دے دے اور ہمارے کاموں کی کفالت فرما اور اے ہمارے محبوب ہم جہاں بھی ہوں ہمارے ساتھ ہو اور ہمارے ننگوں کو ڈھانپے رکھ اور ہمارے خطرات کو امن میں تبدیل کر دے۔ ہم نے تجھی پر بھروسہ کیا ہے اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا ہے۔ دنیا و آخرت میں تو ہی ہمارا آقا ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اے رب العالمین میری دعا قبول فرما۔‘‘

(ترجمہ از عربی عبارت۔تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 182)

فرمانِ خلیفۂ وقت

’’رمضان کے اس مہینے میں جب عبادت کی طرف ایک خاص رجحان ہوتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں کی طرف خاص طور پر متوجہ ہوتا ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ روزے دار کی جزا مَیں خود ہو جاتا ہوں۔ وہ لوگ جو خالص ہو کر اللہ کی خاطر یہ عبادت بجا لا رہے ہوتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ اتنی جزا دیتا ہے کہ جو شمار میں نہیں آ سکتی۔ ان کے یہ روزے دنیا کو دکھانے کے لئے نہیں رکھے جا رہے ہوتے بلکہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کی خاطر رکھے جاتے ہیں۔ ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں جو دنیا کے دکھاوے کی خاطر نمازیں پڑھ رہے ہوتے ہیں اسی طرح روزے بھی رکھ رہے ہوتے ہیں۔ وہ جو خالصتاً اللہ کی خاطر روزے رکھ رہے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بہت نوازتا ہے بلکہ فرمایا کہ ان کی جزا مَیں خود ہو جاتا ہوں۔ تو یقیناً ان حالات میں کی گئی جو عبادتیں ہیں اور جو دعائیں ہیں وہ مقبولیت کا درجہ پاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں روزوں کی فرضیت اور اس سے متعلقہ مسائل کا ذکر فرمایا ہے تو ساتھ ہی یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس میں فرمایا ہے وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ لَعَلَّہُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ (سورۃ البقرۃ: 187)

یعنی اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو جواب دے کہ مَیں ان کے پاس ہی ہوں۔ جب دعا کرنے والا مجھے پکارے تو مَیں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ سو چاہئے کہ وہ دعا کرنے والے بھی میرے حکموں کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تا وہ ہدایت پائیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ 6/ اکتوبر 2006ء)

اس شمارہ میں

- اتنی مجبوریوں کے موسم میں (منظوم)
- اللہ تعالیٰ فاعل بالارادہ ہے
- حضرت مولوی سید عبدالرحیم صاحب رضی اللہ عنہ۔سونگڑہ کٹک
- رمضان المبارک۔ روحانی بہار کا موسم

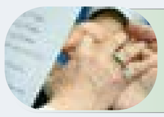

دربارِ خلافت

’’جو دعا عاجزی، اضطراب اور شکستہ دلی سے بھری ہوئی ہو وہ خدا تعالیٰ کے فضل کو کھینچ لاتی ہے‘‘۔حضرت مسیح موعودؑ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

آپ نے فرمایا کہ: ’’اُن دعاؤں کو سن کر قبول کرتا ہے جسے وہ بہتر سمجھتا ہے‘‘۔

پھر دعا کے لوازمات میں سے یہ بھی لازمی امر ہے کہ اس میں رِقت ہو۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 397 مطبوعہ ربوہ) جب دعا کی جائے صرف زبانی تھوڑے سے الفاظ دھرا کر نماز سے یا دعاؤں سے فارغ نہ ہو جاؤ، بلکہ ایک رقّت ہو، ایک سوز ہو، دل پگھل جائے اور آنکھوں سے آنسو رواں ہوں۔ جو اس سوچ کے ساتھ بہہ رہے ہوں کہ خدا تعالیٰ ہی وہ آخری سہارا ہے جو میری دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔ ایک اضطراب کی کیفیت طاری ہو جائے۔ ایک بے قراری ہو کہ یہ آخری سہارا ہے، اگر یہ ختم ہو گیا تو میری دنیا و آخرت برباد ہو جائے گی۔حضور نے فرمایا کہ تمہاری دعاؤں کی یہ حالت ہونی چاہئے۔

پھر ایک شرط دعا کی قبولیت کی عاجزی ہے۔ یہ عاجزی ہی ہے جو خدا تعالیٰ کے قریب کرتی ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک شعر میں فرماتے ہیں ؎

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد نمبر 21 صفحہ 18)

کہ اپنی عاجزی کی انتہا تک پہنچو گے، اپنے آپ کو کمتر سمجھو گے، اپنے نفس کو ہر قسم کے تکبر سے پاک کرو گے تب ہی خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا ہونے کا امکان پیدا ہو سکتا ہے۔ ورنہ متکبر کا خدا تعالیٰ سے قرب کا کوئی امکان نہیں ہے۔ اور جب خدا تعالیٰ کا وصل اور قرب میسر نہیں تو پھر دعاؤں کی قبولیت بھی نہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’جو دعا عاجزی، اضطراب اور شکستہ دلی سے بھری ہوئی ہو وہ خدا تعالیٰ کے فضل کو کھینچ لاتی ہے اور قبول ہو کر اصل مقصد تک پہنچاتی ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ یہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی‘‘۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 397 مطبوعہ ربوہ)

فرمایا کہ اصل اور حقیقی دعا کے واسطے بھی دعا ہی کی ضرورت ہے۔ انسان مسلسل دعا کرتا رہے کہ مجھے دعاؤں کی توفیق بھی ملے۔یعنی مقبول دعاؤں کی توفیق ملنے کے لئے بھی دعاؤں کی ہی ضرورت ہے۔ پس جب یہ سوچ ہو گی تو پھر دعاؤں سے غفلت اور اُن اعمال سے دوری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جن اعمال کے کرنے اور قربِ الٰہی کا ذریعہ بننے کا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

آپ علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’اللہ جل شانہ نے جو دروازہ اپنی مخلوق کی بھلائی کے لئے کھولا ہے وہ ایک ہی ہے یعنی دعا۔ جب کوئی شخص بکاو زاری سے اس دروازے میں داخل ہوتا ہے تو وہ مولیٰ مولائے کریم اُس کو پاکیزگی اور طہارت کی چادر پہنا دیتا ہے اور اپنی عظمت کا غلبہ اُس پر اس قدر کر دیتا ہے کہ بیجا کاموں اور ناکارہ حرکتوں سے وہ کوسوں بھاگ جاتا ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 315 مطبوعہ ربوہ)

پس وہ خوش قسمت ہیں جو بکاہ وزاری سے اپنے دلوں کو پاک کرتے ہوئے دنیا کی لغویات سے اپنے آپ کو بچاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اُن مقربوں میں سے ہو جاتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ اپنی عظمت کا غلبہ فرما دیتا ہے۔ اُن کو برائیوں سے دور کر دیتا ہے۔لیکن اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے بھی پہلے انسان کو ہی کوشش کرنی پڑتی ہے۔ اُسی کو اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنا پڑتا ہے۔ یہی قانونِ قدرت ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا قانون ہے۔ قانونِ شریعت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے۔

پھر دعاؤں کی قبولیت کے لئے اللہ تعالیٰ کے حکموں میں سے ایک اہم حکم جس کا پہلے بھی مختصر ذکر ہو چکا ہے، وہ اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

’’تم ایسے ہو جاؤ کہ نہ مخلوق کا حق تم پر باقی رہے نہ خدا کا۔ یاد رکھو جو مخلوق کا حق دباتا ہے، اُس کی دعا قبول نہیں ہو گی کیونکہ وہ ظالم ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 195 مطبوعہ ربوہ)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ کا رحم اُس شخص پر جو امن کی حالت میں اس طرح ڈرتا ہے جس طرح کسی پر مصیبت وارد ہوتی ہو تو وہ ڈرے۔ جو امن کے وقت خدا کو نہیں بھلاتا خدا اُسے مصیبت کے وقت میں نہیں بھلاتا۔ اور جو امن کے زمانے کو عیش میں بسر کرتا ہے اور مصیبت کے وقت میں دعائیں کرنے لگتا ہے تو اُس کی دعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں‘‘۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 539 مطبوعہ ربوہ)

پس فرمایا کہ امن کی حالت میں بھی تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ رکھنی چاہئے۔ اُس سے دعائیں کرنی چاہئیں۔ یہی دعاؤں کی قبولیت کا راز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو کہا ہے کہ میری بات مانو تو یہ اُن باتوں میں سے بات ہے کہ ہر حالت میں اُس سے دعائیں مانگتے رہو۔صرف رمضان کے مہینے میں نہیں، کسی مشکل کے وقت میں نہیں، کسی مصیبت کی گھڑی میں نہیں بلکہ ہر امن اور سلامتی کے وقت میں، عام حالات میں بھی اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنا ضروری ہے۔

(خطبہ جمعہ 12/ اگست 2011ء)

اتنی مجبوریوں کے موسم میں

اتنی مجبوریوں کے موسم میں
جشن برپا ہے دیدۂ نم میں

منسلک بھی ہیں رشتۂ غم میں
فاصلے بھی ہیں کس قدر ہم میں

آسمان اور زمین کا ہے فرق
درد میں اور دردِ پیہم میں

ہجر کی شب ہی وصل کی شب ہے
یعنی رمضان ہے محرّم میں

ایک ترتیب ہے پسِ پردہ
پیچ در پیچ زلفِ برہم میں

رنگ و بو اور دل کشی کے سوا
پھول کا خون بھی ہے شبنم میں

دمِ عیسیٰ ہے معجزہ کس کا
کس کی پاکیزگی ہے مریم میں

بھول جاؤں مَیں راستہ اے کاش!
زلف ِجاناں کے پیچ اور خم میں

زخم بھرنے لگے ہیں، یاروں نے
کچھ ملا نہ دیا ہو مرہم میں

ہو گیا کون زندۂ جاوید
خون کس کا ہے ساغرِ جم میں

جس سے پوچھو وہی فرشتہ ہے
کیا کوئی آدمی نہیں ہم میں!

میرے مالک! کوئی بشارت دے
دل کی تبدیلیوں کے موسم میں

یہ رہِ مستقیم ہے مضطرؔ!
دائرہ ہے جو زلف کے خم میں

چوہدری محمد علی مضطرؔ عارفی
اشکوں کے چراغ ایڈیشن 2011 صفحہ 28

ابو سلطان

تعارف سورۃ الممتحنۃ (60 ویں سورۃ)

(مدنی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 14 آیات ہیں)

ترجمہ از انگریزی ترجمہ قرآن (حضرت ملک غلام فرید صاحب) ایڈیشن 2003

وقت نزول اور سیاق و سباق

سابقہ تین سورتوں کی طرح، موجودہ سورۃ بھی مدینہ میں ہجرت کے ساتویں یا آٹھویں سال میں (صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیان) نازل ہوئی جیسا کہ اس کے مضامین سے ظاہر ہے۔ سابقہ سورۃ میں منافقوں اور مدینہ کے یہودیوں کے مکروں اور بدحرکات کا ذکر ہے اور اس سزا (جلاوطنی) کا بھی جو ان کو دی گئی تھی۔ موجودہ سورۃ میں مؤمنوں کے کفار کے ساتھ عمومی تعلقات کا ذکر ہے اور خاص طور پر ان کے ساتھ تعلقات کا جن سے جنگ ہو رہی ہو۔ اس سورۃ کا آغاز اس پرتحدی حکم سے ہوا ہے کہ مسلمانوں کو ایسے کفار سے ہرگز گہری دوستی نہیں کرنی چاہیئے جو ان کے ساتھ جنگ کر رہے ہیں اور اسلام کی بیخ کنی کرنے کے درپے ہیں۔ یہ حکم اس قدر سخت ہے کہ قریبی خون کے رشتہ داروں کو بھی استثناء نہیں ہے۔ اس (دوستی سے) روکنے والے حکم کے معاًبعد یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ جلد ہی اسلام کے سخت دشمن اس کے مخلص پیروکار بن جائیں گے۔ اگرچہ اس حکم میں استثنیٰ پایا جاتا ہے اور یہ حکم ان کفار پر لاگو نہیں ہوتا جو مسلمانوں کی ہمسائیگی میں ہیں اور اچھے تعلقات رکھتے ہیں۔ ایسے کفار کے ساتھ برابری کا اور اچھا برتاؤ کرنے کا حکم ہے۔

پھر اس سورۃ میں کچھ اہم احکامات ان مومن عورتوں کے بارے میں ہیں جو مدینہ ہجرت کر کے آئی ہیں اور ان کے متعلق بھی جو مدینہ سے ہجرت کر کے کفار کی طرف واپس چلی گئی ہیں۔ اس معاملہ کی سنجیدگی کو مسلمانوں کے دلوں میں مضبوطی سے پیدا کرنے کے لئے اس سورۃ کے اختتام پر دوبارہ یہ حکم دیا گیا ہے کہ مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے دوستی نہیں رکھنی چاہیئے، جو اسلام کے خلاف کھلم کھلا جارحانہ رویہ رکھتے ہیں اور خدا کے غضب کا نشانہ ہیں۔

ابو سلطان

تعارف سورۃ الصّف (61 ویں سورۃ)

(مدنی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 15 آیات ہیں)

ترجمہ از انگریزی ترجمہ قرآن (حضرت ملک غلام فرید صاحب) ایڈیشن 2003

وقت نزول اور سیاق و سباق

یہ سورۃ مدینہ میں نازل ہوئی ممکنہ طور پر ہجرت کے تیسرے یا چوتھے سال میں، غزوہ احد کے بعد جیسا کہ آیت نمبر پانچ میں جنگ کے دوران صفوں کی بے ترتیبی اور آپ ﷺ کی کامل اطاعت میں کوتاہی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ سابقہ دو سورتوں میں کفار کے ساتھ جنگ کے مضمون پر روشنی ڈالی گئی ہے اور ان مسائل پر بھی جو معاشرتی اور سیاسی طور پر جنگوں کے بعد پیدا ہوجاتے ہیں۔ موجودہ سورۃ میں اپنے لیڈر کی مکمل اور کامل اطاعت پر زور دیا گیا ہے اور یوں ایک لیڈر کی راہنمائی میں ایک مضبوط اور یک جہتی کا اظہار کفار کے سامنے ہونا ضروری ہے۔

مضامین کا خلاصہ

اس سورۃ کا آغاز خدا کی حکمت اور غالب قوت کی تمحید کے ساتھ ہوتا ہے اور آگے چل کر مؤمنوں کو نصیحت کرتی ہے کہ جب وہ خدا کی تسبیح وتحمید کرتے ہیں تو انہیں اپنے اعمال سے اپنے اقوال کا ثبوت دینا چاہیئے تا کہ ان کے (اپنی زبانوں سے) قول وفعل میں کوئی تضاد نہ رہے۔ اور جب ان کو سچائی کی خاطر جنگ کے لئے بلایا جاتا ہے تو انہیں کفار کے مقابل پر ڈٹ کر سامنا کرنا چاہیئے اور آپ ﷺ کی ایسی کامل فرمانبرداری کرنی چاہیئے جس کی مثال ملنا ناممکن ہو۔

پھر اس سورۃ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں کے برے رویے کا مختصر ذکر کیا گیا ہے۔ انہوں نے آپ کی نافرمانی کی اور آپ کے لئے ذہنی اذیت اور پریشانی کا سبب بنے اور نتیجۃً مسلمانوں کو یہ تنبیہ کی گئی ہے کہ ان لوگوں کی روش ہرگز اختیار نہ کریں۔ پھر اس سورۃ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی ایک آنے والے نبی جس کا نام احمد ہوگا، کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس پیشگوئی کے معاًبعد یہ پرتحدی بیان ہے کہ حق کے مقابل پر باطل اور خدا کے نور کو بجھانے کی ساری کوششیں ناکام و نامراد ہوں گی۔ خدا کا نور پورے آب و تاب سے چمکتا رہے گا اور اسلام جملہ مذاہب کے مقابل پر برتری حاصل کرے گا۔ مگر ایسا ظہور میں آنے سے پہلے مسلمانوں کو اپنے اموال اور جانیں اس راہ میں قربان کرنی ہوں گی۔ تب ہی مسلمانوں کو خدا کی رضا حاصل ہوگی اور مادی ترقی بھی اور ایسے باغات بھی جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں۔

اس سورۃ کے اختتام پر مسلمانوں کو نصیحت کی گئی ہے کہ خدا کے مددگار بنیں جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری تمام قربانیوں اور تکلیفوں کو برداشت کر کے خدا کے مددگار بنے تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب تجلیات الٰہیہ میں تحریر فرمایا ہے کہ

”خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا۔ اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔ اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا۔ یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھادے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ سو اے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو۔ کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔“

(روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 409 تا 410)

تبرکات حضرت سید میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ

اللہ تعالیٰ فاعل بالارادہ ہے

قرآن مجید میں آتا ہے۔ وَمِنۡ آیَاتِہٖ خَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافُ اَلۡسِنَتِکُمۡ(الروم:23) یعنی آسمانوں اور زمین کی تخلیق بھی اللہ تعالیٰ کے بہت سے نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔ اسی طرح تمہارا زبانوں اور رنگ و روپ کے لحاظ سے مختلف ہونا بھی اللہ تعالیٰ کا ایک نشان ہے۔

فرمایا۔ زمین و آسمان کی پیدائش تو بے شک اللہ تعالیٰ کی ہستی پر گواہی دیتی ہے اور ادنیٰ تدبر سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اتنا بڑا منظم اور باقاعدہ کارخانہ عالم بغیر صانع کے نہیں چل سکتا۔ مگر سوال یہ ہے کہ انسان کی زبانوں کے اختلاف اور شکل وشباہت اور رنگ ڈھنگ کے اختلاف میں کیا نشان ہوسکتا ہے اور اس اختلاف کو اللہ تعالیٰ نے کس بات کا نشان ٹھہرایا ہے۔

فرمایا۔ انسان کا ایک دوسرے سے زبان کے لحاظ سے اور رنگ روپ کے لحاظ سے مختلف ہونا خدا تعالیٰ کے فاعل بالارادہ ہونے کی دلیل ہے۔ دوطرح کے فاعل ہوتے ہیں۔ ایک فاعل بالخاصہ جیسے مشینیں ہیں کہ وہ ایک ہی سائز اور شکل و صورت کی چیزیں بناتی ہیں۔ جس قسم کا سچا ہوگا اسی قسم کی چیزیں بن کر نکلیں گی اور وہ سب ہم شکل اور ہم سائز ہوں گی۔ ان کی شکل وشباہت میں سرِمو فرق نہ ہوگا۔ اس وجہ سے وہ ایک دوسرے سے ممتاز نہیں قرار دی جا سکیں گی۔ ایک فاعل بالارادہ ہوتا ہے وہ سچے کی طرح چیزیں نہیں بناتا۔ بلکہ اس کے ارادہ سے چیزیں بنتی ہیں اور وہ صرف خدا تعالیٰ ہے۔ خدا تعالیٰ انسان کو پیدا کرتا ہے۔ سب کو دو ہاتھ، دو پاؤں اور دو کان، دو آنکھیں، ناک، منہ، غرضیکہ سب اعضاء جو وہ ایک انسان کو دیتا ہے وہی دوسروں کو دیتا ہے۔ مگر باوجود اس کے خدا تعالیٰ کی صفت میں یہ فرق ہے کہ کوئی دو شخص دنیا میں ایک دوسرے سے بالکل مشابہ نہیں ہوتے۔ ان میں ضرور کچھ نہ کچھ فرق ہوتا ہے۔ ...... تو انسان کی زبانوں میں اختلاف شکل وشباہت میں اختلاف اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ فاعل بالخاصہ نہیں بلکہ فاعل بالارادہ ہے۔ اگر وہ فاعل بالخاصہ ہوتا تو ایک سچے کی طرح ایک ہی شکل کے وجود بناتا اور ان میں باہم فرق اور تمیز نہ ہو۔

(ادارہ)

رپورٹ: چوہدری نعیم احمد باجوہ نمائندہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن

برکینا فاسو کے ریجن کدگو میں تقریب آمین کا بابرکت انعقاد

ہمارے آقا ومولیٰ حضرت محمد ﷺ نے قرآن مجید سیکھنے اور دوسرے کو سکھانے والوں کو بہترین افراد قرار دیا ہے۔ قرآن مجید سے دلی لگاؤ اور اس کے احکام پر عمل کرنا ہر احمدی مسلمان اپنا فرض سمجھتا ہے۔ دنیا کے کونے کونے میں جماعت احمدیہ کے تحت ہزاروں قرآن کلاسز جاری ہیں۔ برکینا فاسو کے مختلف ریجنز میں بھی ایک مسلسل پروگرام کے تحت قرآن مجید کلاسز کا انعقاد کیا جا رہا ہے۔ احباب جماعت کی دلچسپی اور قرآن مجید پڑھنے والوں کی حوصلہ افزائی کے لئے آمین کی دعائیہ تقریب کا انعقاد کرنا جماعتی روایات کا حصہ ہے۔

برکینا فاسو میں بھی قرآن مجید کا دور مکمل کرنے والوں کے لئے دعائیہ تقریب آمین منعقد کی جاتی ہے۔

مورخہ 28 فروری 2021ء کدگو Koudgou ریجن کے ہیڈ کوارٹرز میں ایک تقریب آمین کا انعقاد کیا گیا۔ اس تقریب میں شرکت کے لئے مکرم محمود ناصر ثاقب صاحب امیر جماعت برکینا فاسو بطور خاص نیشنل ہیڈ کوارٹرز سے تشریف لائے۔

تقریب کا آغاز صبح گیارہ بجے تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے قرآن مجید ناظرہ مکمل کرنے والے خوش نصیبوں سے قرآن مجید سنا۔

اس تقریب میں ہر عمر کے افراد شامل تھے۔ کل 6اطفال، 13خدام، 5انصار اور 2لجنہ کی آمین ہوئی۔ اس طرح مجموعی حاضری 26 رہی۔ آمین میں شامل تمام احباب کو ایک سند اور قرآن مجید کا تحفہ دیا گیا۔

تقریب میں شمولیت کے لئے دیگر احباب جماعت بھی تقریب میں تشریف لائے تھے۔ جن کی تعداد 119 تھی۔ اس بابرکت موقع پر غیر از جماعت مہمانوں کو بھی شرکت کی دعوت کی دی گئی تھی۔ ان مہمانوں کی تعداد پندرہ رہی۔

مکرم امیر صاحب نے اپنے مختصر خطاب میں احباب جماعت کو قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے اور اس پر عمل کرنے کی توجہ دلائی۔ دعا کے ساتھ اس تقریب کا اختتام ہوا۔

تمام احباب کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جماعت احمدیہ برکینا فاسو کو مزید ترقیات سے نوازے۔ ہم سب کو قرآن مجید پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

غلام مصباح بلوچ

حضرت مولوی سید عبدالرحیم صاحب رضی اللہ عنہ۔ سونگڑہ کٹک

حضرت مولوی سید عبدالرحیم صاحب رضی اللہ عنہ ضلع کٹک صوبہ اُڈیشہ کے رہنے والے تھے۔ جوانی میں ہی دینی تعلیم کے حصول کے لیے حیدرآباد دکن گئے اور وہاں مدرسہ محبوبیہ میں تعلیم پائی۔ اسی مدرسہ میں آپ کا تعارف حضرت میر محمد سعید صاحب حیدرآبادی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا۔ مدرسہ محبوبیہ سے دستار بندی کے بعد وطن کو واپس جانے کے لیے سرمایہ کی فکر میں پڑے جس کے لیے پہلے ٹیوشن کرنے لگے پھر کوئی ملازمت مل گئی۔ آپ دینی معاملات میں بڑے جوشیلے اور جلد مشتعل ہونے والے تھے۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ وفات مسیح کا علم ہونے پر برہمی کا اظہار کیا لیکن حضرت میر محمد سعید صاحبؓ نے بڑی مشکل سے آپ کو اِس بات پر آمادہ کیا کہ کہنے والا جو کہتا ہے اُسے پہلے دیکھ لینا چاہیے۔ بالآخر آپ راضی ہوگئے۔ حضرت میر صاحبؓ نے آپ کو حضرت اقدسؑ کی کتاب ’’ازالہ اوہام‘‘ پڑھ کر سنانا شروع کی۔ آغاز میں تو کچھ لڑتے جھگڑتے رہے۔ جلد اول کے ختم ہوتے ہی چپ ہوگئے اور جب فارسی نظم ’’جائیکہ از مسیح و نزولش سخن رود‘‘ شروع ہوئی تو پھر زار زار رونے لگے خصوصاً اس شعر پر

بعد از خدا بعشقِ محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

آپ لیٹے لیٹے اٹھ بیٹھے اور کہا کہ اب دیر کیا ہے حق ظاہر ہوگیا۔

آپ کی بیعت کا حال اور ابتدائی حالات آپ کے بیٹے محترم سید عبدالحکیم صاحب کٹکی نے اخبار الحکم 28 جون و 7 جولائی 1939ء میں شائع کرائے تھے۔ اس کے علاوہ محترم سید محمد زکریا صاحب سابق صدر جماعت بھدرک واڑیسہ کا بھی آپ کے متعلق تفصیلی مضمون اخبار بدر قادیان میں یکم اپریل 1971ء کے شمارے میں شائع شدہ ہے۔ ان دونوں مضامین میں درج معلومات کے علاوہ بعض مزید باتیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

حضرت سید عبدالرحیم کٹکی صاحب رضی اللہ عنہ نے قبول احمدیت کے بعد نہایت اخلاص اور عقیدت مندی سے سلسلہ احمدیہ کی خدمت میں حصہ لیا۔ آپ نے اندازاً 1898ء میں بیعت کی۔ بیعت کے بعد سلسلہ احمدیہ کی تبلیغ میں کوشاں رہے۔ آپ اپنی نیکی، تقویٰ اور علمیت کی وجہ سے اپنے علاقہ میں نہایت قابل احترام سمجھے جاتے تھے چنانچہ بیعت کے بعد جب آپ اپنے وطن سونگڑہ تشریف لے گئے تو اہل سونگڑہ جوق در جوق آپ کی زیارت و ملاقات کے لیے آئے۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ اور اپنی بیعت سے انہیں آگاہ کیا۔ سونگڑہ کے ایک بزرگ حضرت سید نیاز حسین صاحبؓ (ولادت: 1844ء۔ بیعت: 1900ء۔ وفات: 12 ستمبر 1919ء) جو اس ملاقات میں شامل نہ تھے، انہیں جب بتایا گیا تو انہوں نے بر ملا کہا:

’’اگر عبدالرحیم کہتا ہے تو ضرور سچا ہوگا۔‘‘

(ہفت روزہ بدر قادیان 19 مارچ 2015ء صفحہ 29)

بہر کیف آپ نے ضلع کٹک کی ایک بڑی تعداد کے نام حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں بغرض بیعت بھجوائے جو اخبار الحکم میں شائع شدہ ہیں۔ اسی زمانے میں آپ نے ایک کتاب ’’الدلیل المحکم علیٰ وفات المسیح ابن مریم‘‘ لکھی۔ آپ کے قادیان آنے کی خبر دیتے ہوئے اخبار الحکم لکھتا ہے:

’’کٹک سے مولانا مولوی سید عبدالرحیم صاحب مصنف الدلیل المحکم مع اور چند رفقاء کے تشریف لائے ہیں۔‘‘ (الحکم 24/ جنوری 1901ء صفحہ 12)

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے بیٹے مولوی حامد رضا خان صاحب نے ’’الصارم الربانی علی اسراف القادیانی‘‘ نامی ایک کتاب لکھی تھی جس میں حیات مسیح ناصریؑ کے دلائل دینے کی کوشش کی ہے۔ کتابی شکل میں شائع ہونے سے قبل یہ مواد پٹنہ (یوپی) سے شائع ہونے والے ایک ماہوار رسالے ’’تحفہ حنفیہ‘‘ کے شمارہ رجب المرجب 1319ھ بمطابق 1901ء میں شائع ہوا۔ حضرت مولوی سید عبدالرحیم صاحب کٹکیؓ کو جیسے ہی اس کا علم ہوا تو آپ نے فوراً ’’القول العجیب فی ردّ حامد المجیب‘‘ نام سے اس کا کافی و شافی جواب لکھا جو 1320ھ میں مطبع شمسی پریس حیدرآباد دکن سے شائع ہوا۔ اس کتاب میں آپ نے عیسیٰ بن مریم نام کی حکمت، لفظ رفع و نزول کے معانی میں استدلال قرآنی، استدلال حدیثی اور استدلال لغوی کے ساتھ قولہٗ لکھ کر معترض کی بات اور اقول کہہ کر اُس کا جواب دیا ہے اور آخر پر اتمام حجت کے لیے وفات مسیح کے دلائل بھی خلاصۃً لکھے ہیں۔ یہ کتاب آن لائن موجود ہے۔ اسی کتاب کے صفحہ 90 پر آپ لکھتے ہیں:

’’.... یاد رکھو یہی استعارہ اور یہی اشارہ مسیح کے دو فرشتوں کی نسبت ہے کہ نصرت الٰہی اس کے شامل حال رہے گی اور فرشتے اس کی امداد کے لیے مامور ہوں گے اور ہر مستعد دلوں کو اس کی طرف کھینچ کر پہنچائیں گے۔ اگر آنکھ ہو تو دیکھو کہ کہاں عرب و شام، افریقہ، آسام، کلکتہ، اوڑیشہ، مدراس، حیدرآباد، ہندوستان اور کہاں قادیان! کس طرح ان شہروں کے مستعد دل کھچے ہوئے چلے آتے ہیں۔ آپ لوگوں نے تو ناخنوں تک زور لگایا کہ اس سلسلہ کو مٹا ڈالیں اور اس جماعت کے شیرازے کو منتشر کردیں مگر جس قدر آپ لوگوں نے اس باب میں سعی کی اُسی قدر خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا ظہور فرمایا اور اس جماعت کو ترقی پر ترقی ہے.... یہ سلسلہ اسی کے ہاتھ کا قائم کیا ہوا ہے۔ آج اس کی تعداد لاکھ کے قریب ہے۔ کل تم دیکھو گے کہ اس کی گھوڑ دوڑ کیسی ہے اور کیسی ترقی کے زینے پر چڑھتی جاتی ہے....‘‘

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کے ایڈیٹر اخبار بدر بننے پر آپ نے حضرت مفتی صاحب کو لکھا:

’’السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ محمد افضل مرحوم کی رحلت سے دل کو سخت صدمہ گذرا، اللھم اغفرلہ و ارحمہ۔ اس انتخاب کو یہاں کے تمام احمدیوں نے نہایت پسند کیا اور بابرکت سمجھا۔ کیوں نہ ہو آپ جیسے صادق انسان کا قدم درمیان ہے۔ میرا سلام و قدم بوسی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ضرور پہنچائیں۔‘‘ (بدر 27 اپریل 1905ء صفحہ 5)

قبول احمدیت کے بعد آپ نے اس امر کو شدّت سے محسوس کیا کہ

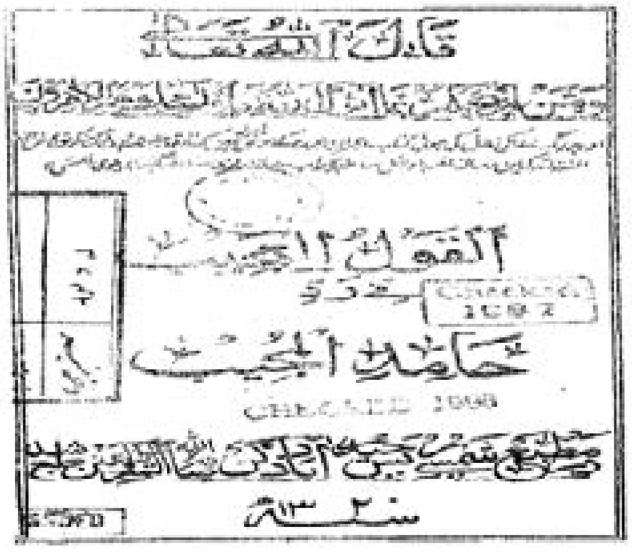

آپ کی کتاب ’’القول العجیب فی ردّ حامد المجیب‘‘ کا ٹائٹل پیج

جماعت احمدیہ کی طرف سے ترجمۃ القرآن شائع ہونا چاہیے۔ اپنے اس احساس اور خواہش کو آپ نے اخبار الحکم میں یوں شائع کرایا:

’’ہم بچشم خود دیکھتے اور چوطرف سے یہ آوازیں ہمارے کان میں گونج رہی ہیں کہ یہاں قرآن کا ترجمہ شائع ہوا اور وہاں سے تفسیر نکلی..... بحمد للہ آج مسیح موعود کے بابرکت زمانہ میں ہر ایک مسلمان خواہ ہمارا موافق ہو یا مخالف، قرآنی آیات و فرقانی استدلات پر اعتصام کے لیے بڑی مستعدی ظاہر کر رہا ہے مگر افسوس موافق و مخالف دونوں کا مطمع نظر وہی تفاسیر ہیں جن کو ایسے ہاتھوں نے لکھا کہ جن کے پاس محض روایات و اقوال تفہیم معنٰے قرآنی کے لیے حکم و قاضی کا حکم رکھتے ہیں۔ روایت کشوں نے جان فشانی کر کے اس قدر انبار کے انبار جمع کر ڈالے جس کے تاریک حجاب میں آیات قرآنی اور احکام ربانی کا نور بالکل مستور ہوگیا ہے۔ مترجموں اور مفسروں نے اس امر کا خیال ایک ذرہ برابر بھی نہیں کیا یہ ہمارا یہ ترجمہ اور ہماری یہ رائے دوسری آیات کے منشاء کے موافق ہے یا مخالف، ان کو صرف یہ فکر رہی ہے کہ ہر ایک آیات کے کے تحت میں بہت سے اقوال گو باہم متضادسہی، اکٹھے کر کے وسعت نظر کی داد ناظرین سے لے لیں۔ چونکہ یہ سلسلہ عالیہ احمدیہ اُن تمام رطب و یابس روایات سے دست کش ہو چکا ہے جو بصراحت کتاب مجید کے معارض میں پڑی ہوئی ہیں اور اپنے امام آخر الزمان کی ہدایت پر قرآنی فیصلہ کو ہر حال میں مقدم رکھنا چاہتا ہے تو پس ایسی حالت میں اگر سر دست کوئی ترجمہ قرآن اس کے ہاتھ میں نہ دیا جاوے اور وہی پُرانا سبق اس کا زیر مشق رہے تو میری رائے میں ہدایات امام علیہ السلام کی پوری اطاعت اور اس پر استقامت کا دعویٰ سراسر دعویٰ بے دلیل ہے اور ان میں اور غیروں میں ما بہ الامتیاز من کل وجوہ غیر ممکن۔ خدا گواہ ہے کہ جب اس بات پر غور کرتا ہوں کہ ہمارے مخالفوں کے ہاتھوں میں متعدد قرآن مجید کے تراجم موجود ہیں اور ہمارا ہاتھ اس نعمت الٰہی سے علی العموم تہی دست ہے تو آنکھ دل کے دل کے صدمہ سے متاثر ہوکر آنسو بہانے میں مصروف ہو جاتی ہے۔ کاش یہ میری درد انگیز صدا کسی دولت مند احمدی بھائی کے کان میں پہنچے اور میرے دینی درد کو اپنا درد محسوس کرے تو کوئی عجب نہیں کہ بہت جلد میرے مخدوم جامع علوم حکیم الامۃ عارف قرآن مجاور امام حضرت مولوی نور الدین صاحب بھیروی کا ترجمہ شائع ہوکر احمدی جماعت کے دلوں میں سرور اور آنکھوں میں نور بخشے اور بہت شکوک و اوہام کے ازالہ کا باعث ہو۔ میرا مجروح دل و مضطر قلب ایک اور سہل تجویز کیے بغیر رہ نہیں رہ سکتا کہ اگر اخبار الحکم کے فاضل ایڈیٹر اخی شیخ یعقوب علی صاحب ہمارے درد کے درمان کے لیے تھوڑی سی تکلیف گوارہ فرماویں اس مبارک کام کو التزاماً

شروع کر دیں تو غالباً ہماری آرزو کی کشتی آج نہیں تو کل ساحل مقصود تک پہنچ سکتی ہے۔ الراقم عاجز سید عبدالرحیم کٹکی نزیل حیدر آباد''

(الحکم 17/جون 1905ء صفحہ 8)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد پورے ایمان اور اخلاص کے ساتھ خلافت کے ساتھ وابستہ رہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے ضلع کٹک کی ساری احمدیہ جماعت مخالفین کی لاف وگزاف کے باوجود خلافت سے وابستہ ہوئی چنانچہ سونگڑہ کے ایک اور مخلص بزرگ حضرت سید انعام رسول صاحب نے جناب ابوسعید عرب صاحب کے نام ایک خط میں لکھا:

''السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔.... بفضلہٖ تعالیٰ مقام سونگڑہ و خردہ وغیرہ کی جماعت بدستور سابق ثابت قدم اور پُر جوش ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے وصال سے پُرحزین رہنا یہ علیحدہ بات ہے اور محبت کا تقاضا ہے وگرنہ مخالفین کی تحریرات اور وساوس کا اثر ابھی تک شمہ برابر نہیں ہے۔ ہر ایک نے انشراح صدر کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بذریعہ تحریر حاضر ہو کر بیعت کی ہے۔ پس دعائے ثبات اور استقامت فرماتے رہیں۔ خداوند تعالیٰ ہم کو اپنی مرضیات پر چلاوے، آمین ثم آمین..... عاجز بندہ انعام رسول احمدی کٹکی عفا اللہ عنہ''

(بدر 13/اگست 1908ء صفحہ 9)

پھر خلافت ثانیہ کے موقع پر بھی یہ ساری جماعت خلافت کے دامن سے وابستہ رہی۔ خلافت ثانیہ کے آغاز میں ہی حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ دورہ کرتے ہوئے سونگڑہ اور اس کے گرد و نواح کی جماعتوں میں پہنچے۔ حضرت مفتی صاحبؓ اپنی ایک رپورٹ میں لکھتے ہیں:

''سونگڑہ کی ساری جماعت دل و جان سے حضرت فضلِ عمر کی غلام ہے۔'' (الفضل 10/جون 1914ء صفحہ 18)

خاص طور حضرت سید عبدالرحیم صاحبؓ نے غیر مبائعین سے سخت بیزاری کا اظہار کیا۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ نے اسی دورہ ضلع کٹک کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھا:

''..... یہاں کے مولوی عبدالرحیم صاحب ایک پاک نفس انسان ہیں۔ حضور سے بہت اخلاص رکھتے ہیں۔ لاہوریوں سے سخت بیزار ہیں..... مولوی عبدالرحیم صاحب کا خیال ہے کہ کٹک اور مدراس کے درمیان بہت سے مسلمانوں کے شہر ہیں جو احمدیت سے بالکل ناواقف ہیں وہ چاہتے ہیں کہ میں اس طرف جاؤں اور ان کے بیٹے عبدالحلیم کو ساتھ لے جاؤں۔ شاید وہ اس کے متعلق حضور کو لکھیں۔'' (الفضل 5/جولائی 1914ء صفحہ 5،6)

آپ نے 12 جنوری 1916ء کو وفات پائی اور محلہ کوسمبی سونگڑہ درمشترکہ قبرستان میں مدفون ہوئے۔ خبر وفات دیتے ہوئے اخبار الفضل نے لکھا:

''حضرت مسیح زمان مہدی دوران کا مخلص مرید مولوی سید عبدالرحیم صاحب جو کہ بہت عرصہ سے عارضہ ذیابیطس میں مبتلا تھے، بارہویں تاریخ چہارشنبہ اس جہان فانی سے انتقال فرما گئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم کی مساعی جمیلہ اڑیسہ میں تبلیغ احمدیت خوب زور سے ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے پاک روحوں کو اس سلسلہ حقہ کی طرف کھینچا۔ مرحوم کو احمد نبی اللہ سے اس قدر محبت تھی کہ ہر لحظہ و ہر لمحہ ان کا ذکر ان کے سلسلہ کی تبلیغ کا دھن رہتا۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔'' (الفضل 26 جنوری 1916ء صفحہ 2)

آپ کی اولاد بھی بفضلہٖ تعالیٰ نیک اور سلسلہ احمدیہ کی خادم رہی۔ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت سید عبدالحلیم کٹکی صاحب (بیعت 1901ء۔ وصیت نمبر 2960۔ وفات 2/ جون 1946ء مدفن کوسمبی) چوٹی کے عالم تھے۔ آپ کے متعلق سید عبدالمنعم صاحب صالح پور لکھتے ہیں:

''جماعت احمدیہ اڑیسہ کا ستون، اسلام کا پہلوان، عالم باعمل، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شیدائی اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کا فدائی.... کیا بحیثیت عالم، کیا بحیثیت شوہر، کیا بحیثیت باپ، کیا بحیثیت بیٹا، کیا بحیثیت ملازم، کیا بحیثیت آقا، کیا بحیثیت خادمِ سلسلہ غرض ہر حیثیت سے مرحوم اس صوبہ میں اعلیٰ نمونہ تھے.....'' (الفضل 11/جون 1946ء صفحہ 2)

دوسرے بیٹے محترم سید محمد احمد صاحب (وصیت نمبر 6383۔ وفات: 8اور 9 کی درمیانی شب جنوری 1972ء مدفون کوسمبی) نے بھی خلافت ثانیہ کے آغاز میں قادیان میں تعلیم پائی تھی۔ آپ کئی سال تک جماعت احمدیہ سونگڑہ کے جنرل سیکرٹری رہے بعد ازاں آپ کو بطور صوبائی امیر صوبہ اڈیشہ خدمت کی توفیق ملی۔ جماعت کی تعلیمی و تربیتی میں ترقی کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے۔ اڑیہ زبان میں کتابیں بھی لکھیں۔ آپ کے متعلق آپ کے بیٹے محترم سید محمود احمد منیر صاحب کا مضمون اخبار بدر قادیان 3/فروری 1972ء صفحہ 9 پر شائع شدہ ہے۔

تیسرے بیٹے محترم سید عبدالسلام صاحب (وصیت نمبر 4957۔ وفات: 11/اکتوبر 1957ء) تھے جنہوں نے قادیان میں اپنے بھائی سید محمد احمد صاحب کے ساتھ ہی تعلیم پائی۔ بعد ازاں اپنے وطن میں ہی گورنمنٹ ہائی سکول میں ہیڈ مولوی مقرر ہوئے۔ آپ ایک اچھے مناظر تھے اور سلسلہ احمدیہ کی طرف سے آپ نے کامیاب مناظرے کیے جس کے بڑے شاندار نتائج بعد میں ظاہر ہوئے۔ بہت صاف گو اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے فدائی تھے۔ ان کے متعلق محترم سید محمد موسیٰ صاحب مبلغ سلسلہ کا مضمون اخبار بدر قادیان 21/اکتوبر 1957ء صفحہ 8 پر شائع شدہ ہے۔

آپ کی ایک بیٹی محترمہ محسنہ خاتون صاحبہ (ولادت: 1910ء۔ وفات: 13/فروری 1932ء بعمر 22 سال) گو کہ چھوٹی عمر میں ہی والد کی شفقت سے محروم ہوگئیں تھیں لیکن اپنے لائق بھائیوں اور والدہ ماجدہ کی مدد سے گھر ہی میں تعلیم حاصل کی اور سلسلہ احمدیہ کی تعلیم سے خوب واقفیت پیدا کرلی اور تبلیغ احمدیت کے لیے دل میں خاص جوش رکھتی تھیں۔ آپ کی شادی کریم بخش صاحب ابن سید رسول بخش صاحب کے ساتھ ہوئی تھی۔

(الفضل 8 جولائی 1927ء صفحہ 2۔ الفضل 8/مارچ 1932ء صفحہ 2)

آپ کی موجودہ نسل میں سے مکرم سید محمد سرور شاہ صاحب، مکرم سید تنویر احمد صاحب اور مکرم سید داؤد احمد صاحب کے قادیان میں خدمات بجالانے کا ذکر مکرم منصور احمد صاحب حال ایڈیٹر اخبار بدر نے اپنے مضمون مطبوعہ بدر 31/دسمبر 1998ء میں کیا ہے۔

نوٹ: احمدیت کی تاریخ میں ایک اور صحابی بھی حضرت مولوی عبدالرحیم کٹکی کے نام سے معروف ہیں لیکن ان کا اصل نام مولوی عبدالرحمٰن تھا اور وہ چک اندورہ کشمیر کے رہنے والے تھے۔ 1917ء میں ہجرت کر کے اڑیسہ تشریف لے گئے اور کیرنگ کو اپنا مرکز بنایا اور سلسلہ احمدیہ کے لیے نمایاں تعلیمی و تربیتی خدمات سرانجام دیں۔ 11/جون 1944ء کو وفات پائی۔

(تاریخ احمدیت جلد 9۔ تاریخ احمدیت جموں وکشمیر از مولانا اسد اللہ کاشمیری صاحب)

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ، وَالصَّلَاۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدًا ِالْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ، وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ِالَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ

(بخاری کِتَابُ الْاَذَانِ بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ النِّدَاءِ حدیث:۶۱۴)

ترجمہ: اے اللہ! جو اس کامل پکار (یعنی اذان) کا رب ہے اور قائم رہنے والی نماز کا بھی رب ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں اس مقام محمود پر پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہوا ہے۔

یہ ہمارے پیارے رسول اکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اذان کے بعد کی دعا ہے۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اذان اور اقامت کے درمیان کی دعا رد نہیں ہوتی۔

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس دعا کی طرف ہماری رہنمائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

''جب تم مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو تم بھی وہی الفاظ دہراؤ جو وہ کہتا ہے۔ پھر مجھ پر درود بھیجو۔ جس شخص نے مجھ پر درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس گنا رحمتیں نازل فرمائے گا۔ پھر فرمایا میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگو۔ یہ جنت کے مراتب میں سے ایک مرتبہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندے کو ملے گا اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ وہ مَیں ہی ہوں گا۔ جس کسی نے بھی میرے لئے اللہ سے وسیلہ مانگا اس کے لئے شفاعت حلال ہو جائے گی''۔

(مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب القول مثل قول المؤذّن لمن سمعه ثم یصلی علی النبی ﷺ حدیث ۳۸۴)

پس یہ جو اذان کے بعد کی دعا ہے اس کو ہر احمدی کو یاد کرنا چاہئے اور پڑھنا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ 24/ فروری 2006ء، خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 111)

مرسلہ: ایم رحمٰن

سید شمشاد احمد ناصر۔ مبلغ سلسلہ امریکہ

رمضان المبارک۔ روحانی بہار کا موسم

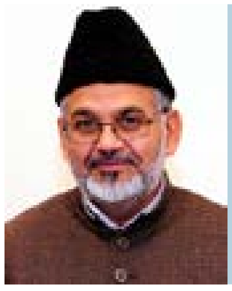

اللہ تعالیٰ کا ہم مسلمانوں پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ سال میں ایک ایسی اہم تربیت اور ٹریننگ کے لئے رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ آتا ہے جس سے تنویر قلوب ہوتا ہے۔ انسان کو اپنی آلائشوں کو دور کر کے اسے صیقل کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ اس کی روحانیت بڑھ جاتی ہے اور اسے انتشار رحمت سے ایک خاص حصہ ملتا ہے، اس کے قلب میں نورانیت کے علاوہ خدا تعالیٰ کو پانے کی ایک سوزش اور تڑپ پیدا ہو جاتی ہے اور اگر وہ اسے زندہ رکھے تو سارا سال ہی اس پر خدا کی رحمت کا نزول ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو شخص بڑے ہی بدقسمت ہیں ایک وہ جس نے رمضان پایا اور اس کے گناہ نہ بخشے گئے اور ایک وہ جس کے ماں باپ زندہ تھے اور وہ ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کر سکا۔

(الترغیب والترھیب۔ کتاب الصوم۔ الترغیب فی صیام رمضان جلد۲ حدیث نمبر۱۴۸۳)

پس رمضان گناہوں کو جلانے، گناہوں سے بخشش اور گناہوں سے نجات دلا کر خدا کے قریب تر لانے کے لئے ایک روحانی موسم آیا ہے۔ اس سے جس قدر بھی فائدہ اٹھایا جا سکے اٹھانا چاہئے۔

میں نے موسم بہار کا لفظ استعمال کیا ہے آپ جب دنیاوی سیزن موسم بہار سے گزرتے ہیں تو کس قدر لطف اندوز ہوتے ہیں۔ موسم بہار میں طبیعتوں میں ایک عجیب قسم کا سرور اور لذت ملتی ہے۔ پھول، پھل کھلتے ہیں ان کی مہک سے انسان اپنے دل و دماغ کو ترو تازہ کرتا اور خوش ہوتا ہے۔ بس یہی لذت و سرور رمضان المبارک کا مہینہ روحانی طور پر ہمارے لئے لاتا ہے۔

رمضان المبارک میں کہیں نمازوں کی ادائیگی کا اہتمام ہو رہا ہے تو کہیں تلاوت قرآن کریم کا۔ کہیں غرباء کی خدمت اور ان کی دیکھ بھال اور مساجد کی رونقیں بحال ہو رہی ہیں اور افطاریوں اور سحری کے اہتماموں کے علاوہ تراویح، ذکر الٰہی اور تہجد کی طرف توجہ دی جا رہی ہے۔ تو یہ سب باتیں انسان کے قلب پر ایک خاص اثر ڈال رہی ہوتی ہیں۔ اللہ کرے کہ ہم سب رمضان المبارک کی برکتوں سے فیض حاصل کر کے خدا تعالیٰ کا قرب پانے اور عبادات بجا لانے والے اور نوع انسان کی خدمت کرنے والے ہوں اور پھر یہ رمضان ہم پر اپنا اتنا اثر چھوڑ کر جائے کہ یہ ساری ریاضتیں اور عبادتیں سارا سال ہی ہماری زندگیوں کا حصہ بن جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم کا ہر عمل اس کے لئے ہے۔ سوائے روزے کے۔ کیونکہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا ہوتا ہوں۔‘‘ (بخاری کتاب الصوم)

اس کی وجہ یہ ہے کہ روزہ میں انسان محض اور محض خدا تعالیٰ کے لئے حلال چیزوں کو بھی ایک مخصوص وقت کے لئے ترک کر دیتا ہے اور یہ بات اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

پھر ایک اور حدیث میں یہ بھی ذکر ہے کہ:

’’خدا کے پاس ایک دستر خوان ہے جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی بشر کے دل میں اس کا خیال گزرا۔ اس دستر خوان پر صرف روزے دار ہی بیٹھیں گے۔‘‘

(جامع الصغیر)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ:

’’روزہ داروں کے لئے جنت میں داخل ہونے کا ایک خاص دروازہ ہو گا جس کا نام ’’رَیّان‘‘ ہے یہ اعلان کیا جائے گا کہ روزے دار کہاں ہیں؟ چنانچہ روزے دار کھڑے ہوں گے اور اس دروازے سے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اور جب وہ داخل ہو جائیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر اور کوئی اس میں سے داخل نہ ہو سکے گا۔‘‘

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب الریان للصائمین حدیث 1896)

دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ

رمضان المبارک کے ان بابرکت ایام میں لوگ قبولیت دعا کے مواقع سے بھی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ایک خاص موقع دعاؤں کی قبولیت کا افطاری سے قبل کا وقت ہے۔ چنانچہ سنن ابن ماجہ کی ایک حدیث ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ’’لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِہٖ لَدَعْوَۃٌ مَا تُرَدُّ‘‘

(سنن ابن ماجہ)

یعنی روزہ دار کے لئے اس کی افطاری کے وقت جو دعا کی جاتی ہے وہ رد نہیں کی جاتی۔

جب انسان دل کی گہرائیوں سے عجز و انکسار اور تواضع سے اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کا اقرار کر کے خدا کے حضور گریاں ہوتا ہے تو وہ دعا قبولیت کا درجہ اختیار کر جاتی ہے۔

اس لئے افطاری سے چند منٹ پہلے جو گھڑی ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہدایت فرمائی ہے کہ سارا دن جب انسان نے خدا کی خاطر بھوک پیاس برداشت کی ہے تو اب یہ وقت خدا کی طرف مزید توجہ پیدا کرنے کا موجب بن جائے اور دعا کرے تو خدا تعالیٰ کی خاص رحمت نازل ہو کر اس کی دعا کی قبولیت ہو جاتی ہے۔ پس یہ وقت عموماً گپوں میں اور باتوں میں نہ صرف کیا جائے علیحدگی میں بیٹھ کر ضرور ضرور دعا کرنی چاہئے اور خصوصاً اس وقت جبکہ عالم اسلام ایک کرب اور درد کی حالت سے گزر رہا ہے جبکہ نہ سعودی عرب امن میں ہے نہ یمن اور نہ ہی پاکستان۔ نہ ایران، نہ شام، نہ عراق، نہ ہی لیبیا اور مصر اور نہ ہی دوسرے اسلامی ممالک، تو ہم احمدی مسلمانوں پر یہ دوہری ذمہ داری ہو جاتی ہے کہ رمضان المبارک کے بابرکت ایام میں اور اپنی دعاؤں میں خصوصیت کے ساتھ ان ممالک اور عالم اسلام کو قبولیت دعا کی گھڑیوں میں یاد رکھیں۔ ع آخر کنند کہ دعویٰ حُبِّ پیمبرم

اس وقت رمضان المبارک سے بہت فائدہ اٹھائیں۔ اور دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ان ممالک میں امن بھی قائم کرے۔ اور مسلمانوں کو عقل و رشد اور ہدایت بھی عطا فرمائے۔ انہیں قرآنی احکامات پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ انہیں آپس میں پیار اور محبت سے رہنے کے طریقے خود ہی سکھائے اور وقت کے امام کو بھی پہچاننے کی توفیق دے۔ آمین

یہ صحیح مسلمان بنیں، صرف نام کے مسلمان نہ ہوں۔ خدا کرے کہ یہ وہ حقیقی مسلمان بنیں جس کی تعریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمائی ہے کہ مسلمان وہ ہے کہ جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان اور امن پسند لوگ محفوظ رہیں۔

(صحیح البخاری کتاب الایمان باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ حدیث: 10)

رمضان المبارک کا سارا مہینہ ہی دعاؤں کا مہینہ ہے۔ افطاری کا وقت ایک خاص دعا کی قبولیت کا وقت ہے۔ اس کے علاوہ سارا دن ہی روزے کی حالت میں انسان اپنے آپ کو ذکرِ الٰہی، تلاوت قرآن کریم، پانچ نمازوں کے علاوہ نوافل کے ادا کرنے میں مشغول رکھے۔ جو اس کی قبولیت دعا کی وجہ بن سکتے ہیں۔

تہجد کے وقت کی دعائیں

اس کے علاوہ ایک اور وقت قبولیتِ دعا کا نماز تہجد کا وقت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام دنوں میں بھی تہجد کی طرف توجہ دلائی۔ اور آپ کا تو ہر روز کا معمول تہجد پڑھنے کا تھا۔ قرآن کریم نے اس طرف راہنمائی فرمائی ہے اور آپ کی اس رنگ میں توصیف کر دی اور امت کے لئے آپ نے ایک نمونہ چھوڑ دیا ہے۔ تہجد کے سلسلہ میں آپ نے فرمایا۔ ترمذی کتاب الدعوات کی حدیث ہے اور حضرت ابوہریرہؓ اس کے راوی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

’’ہمارا رب ہر رات قریبی آسمان تک نزول فرماتا ہے جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کون ہے جو مجھے پکارے تو میں اس کا جواب دوں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے تو میں اس کو دوں۔ کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں اس کو بخش دوں۔ (ترمذی کتاب الدعوات)

پس تہجد کا وقت بھی قبولیت دعا کا وقت ہے اور بخشش حاصل کرنے اور خدا تعالیٰ کا قرب پانے کا وقت ہے۔

ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ:

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

إِنَّ اللّٰهَ حَيِيٌّ كَرِيمٌ يَسْتَحْيِي إِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ إِلَيْهِ يَدَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا خَائِبَتَيْنِ۔

(ترمذی کتاب الدعوات)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بڑا حیا والا، بڑا کریم اور سخی ہے جب بندہ اس کے حضور اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی اور ناکام واپس کرنے سے شرماتا ہے یعنی صدقِ دل سے مانگی ہوئی دعا کو وہ رد نہیں کرتا بلکہ قبول فرماتا ہے۔

یہاں ایک بات اور یاد رکھنے والی ہے کہ اصل نماز تہجد ہے۔ اگر رمضان المبارک میں آپ نے نماز تراویح پڑھ لی ہے پھر بھی کوشش کریں کہ صبح کو تہجد ادا کریں۔

رمضان میں صحبتِ صالحین

ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کس کے پاس بیٹھنا مفید ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسے شخص کے پاس بیٹھنا مفید اور بہتر ہے جس کو دیکھنے سے تمہیں خدا یاد آجائے اور جس کی باتوں سے تمہارے علم میں اضافہ ہو اور جس کے عمل کو دیکھ کر تمہیں آخرت کا خیال آئے (اور اپنے انجام کو بہتر بنانے کے لئے تم کوشش کرنے لگو)

(حدیقۃ الصالحین حدیث 78 ذکرِ الٰہی کی اہمیت)

رمضان المبارک سوشل تعلقات بڑھانے کا مہینہ نہیں ہے بلکہ اس میں خدا تعالیٰ سے تعلق بڑھانا ہے اس تعلق کو بڑھانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ تلقین اور ہدایت فرمائی ہے کہ ایسے لوگوں کی مجلس میں بیٹھو، ایسے لوگوں سے میل جول کرو ایسے لوگوں سے ملو جو نیک ہوں، متقی ہوں جن کے پاس بیٹھنے سے تمہارے علم میں اضافہ ہو، تمہیں آخرت کی فکر ہو جائے اور تمہیں خدا یاد آجائے۔

رمضان المبارک اور درس القرآن

رمضان المبارک میں بہت سی مساجد میں روزانہ درس القرآن کا اہتمام بھی ہوتا ہے۔ اور اگر اب Zoom کے ذریعہ ہے تو اس میں شامل ہوں۔ اس میں ضرور ضرور شامل ہونا چاہئے۔ جہاں آپ تلاوت کرتے ہیں وہاں ان درسوں میں اپنی اپنی جگہ ضرور شامل ہوں۔ جس سے صحبت صالحین بھی ہوگی، علم بھی بڑھے گا، نیکیوں کے بجالانے کی تحریک و ترغیب بھی ہوگی۔ ان شاء اللہ

اس لئے اپنے بزرگوں کے پاس بیٹھو، جماعت کے بزرگان سے ملو اور سب سے بڑھ کر ایم ٹی اے دیکھو جہاں حضرت خلیفۃ المسیح کے خطابات، سوال و جواب کی مجالس اور تقاریر جس میں ہمیں ہر وقت ہی سبق مل رہا ہے جس کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ دلائی ہے۔

TV کے مختلف چینل پر رمضان کے خصوصی پروگرام بھی آتے ہیں انہیں بھی دیکھ کر علم حاصل کیا جاسکتا ہے مگر سب سے عمدہ سب سے اچھا اور سب سے اعلیٰ چینل ایم ٹی اے کا ہے اسے دیکھیں، سنیں اور اپنے علم میں اضافہ کریں اور صحبت صالحین بھی اس سے کامل طور پر مل جائے گی۔

فدیہ اور رمضان المبارک

حضرت امام الزمان فرماتے ہیں:

''ایک بار میرے دل میں آیا کہ یہ فدیہ کس لئے مقرر ہے تو معلوم ہوا یہ اس لئے کہ اس سے روزہ کی توفیق ملتی ہے خدا ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شئے خدا ہی سے طلب کرنی چاہئے وہ قادر مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی طاقت روزہ عطا کرسکتا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ ایسا انسان جو دیکھے کہ روزہ سے محروم رہا جاتا ہوں تو دعا کرے کہ

الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال رہوں یا نہ رہوں یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کرسکوں یا نہ کرسکوں اور اس لئے اس سے توفیق طلب کرے مجھے یقین ہے کہ ایسے قلب کو خدا طاقت بخشے گا اگر خدا چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس امت میں بھی کوئی قید نہ رکھتا مگر اس نے قیدیں بھلائی کے لئے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینے میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا اسے محروم نہیں رکھتا اور اسی حالت میں اگر رمضان میں بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہو جاتی ہے کیونکہ ہر کام کا مدار نیت پر ہے مومن کو چاہئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کرے۔ جو شخص کہ روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزے رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جو نہ ہو تو خدا تعالیٰ ہرگز اسے ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔ یہ ایک باریک امر ہے۔ اگر کسی شخص پر اپنے نفس کے کسل کی وجہ سے روزہ گراں ہے اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ مَیں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہوں گے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا تو ایسا آدمی جو خدائی نعمت کو خود اپنے اوپر گراں گمان کرتا ہے کب اس ثواب کا مستحق ہوگا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آگیا اور اس کا منتظر ہی تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزہ سے محروم نہیں ہے اس دنیا میں بہت لوگ بہانہ جو ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم اہل دنیا کو دھوکا دے لیتے ہیں ویسے ہی خدا کو فریب دیتے ہیں لیکن وہ خدا کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ تکلف کا باب بہت وسیع ہے اگر انسان چاہے تو اس کی رو سے ساری عمر کو بیٹھ کر ہی نماز پڑھتا رہے۔ اور رمضان کے روزے بالکل نہ رکھے مگر خدا اس کی نیت اور ارادہ کو جانتا ہے جو صدق اور اخلاص رکھتا ہے خدا جانتا ہے کہ اس کے دل میں درد ہے اور خدا اسے اصل ثواب سے بھی زیادہ دیتا ہے کیونکہ درد دل ایک قابل قدر شئے ہے۔'' (فقہ احمدیہ صفحہ 293-294)

آپ اگر کسی وجہ سے رمضان کے کچھ روزوں سے محروم ہو گئے ہیں تو رمضان کے بعد وہ روزے پورے کریں جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ دوسرے ان چھوڑے ہوئے روزوں کا بھی فدیہ دیں۔ یہ بھی بہت ثواب کا موجب ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان کی برکتوں اور اس روحانی موسم سے بدرجہ اولیٰ استفادہ کی توفیق دے۔ ہمارے گناہ بخشے اور اپنی حفاظت میں رکھتے ہوئے پردہ پوشی بھی فرمائے۔ آمین

15 اپریل 2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	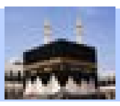	04:43	18:40
مدینہ منورہ	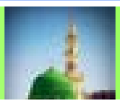	04:39	18:44
قادیان	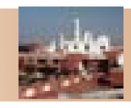	04:35	18:57
ربوہ		04:15	18:37
اسلام آباد ٹلفورڈ		04:38	19:59